دینی مدارس اور دورِ حاضر کے چیلنجز

حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ
امیر جمعیت علماء اسلام پاکستان

۲۰؍محرم الحرام ۱۴۳۴ھ بمطابق ۵؍دسمبر ۲۰۱۲ء بروز بدھ حضرت مولانا امداد اللہ صاحب مدظلہ کے صاحبزادے حافظ سیف اللہ اور ان کے بھانجے حافظ محمد اریب کے ختم قرآن کی مناسبت سے جامعہ میں ایک تقریب منعقد کی گئی، جس میں جمعیت علماء اسلام کے امیر حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم نے خصوصی طور پر شرکت فرمائی اور حاضرین سے خطاب فرمایا، جسے مولوی محمد یاسر عبداللہ نے ضبط کیا۔ افادۂ عام کے لئے ہدیۂ قارئین ہے۔

الحمد لله رب العالمين، والصلوٰة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله وصحبه أجمعين. أما بعد: فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم، بسم الله الرحمٰن الرحيم: إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ. (الحجر:۹)

جناب علمائے کرام! بزرگانِ امت!

حضرت مولانا امداد اللہ صاحب مدظلہ نے آج کی اس تقریبِ سعید میں شرکت کی دعوت دی، ان کے برخورداروں (عزیزان سیف اللہ بن مولانا امداد اللہ مدظلہ اور محمد اریب سید بن قیمت سید) نے قرآن کریم کا حفظ مکمل کیا ہے۔ ختمِ قرآن کی اس تقریب کی مناسبت سے انہوں نے ہم سب کو یہاں جمع ہونے کی سعادت بخشی۔ یہ موقع بھی باعثِ برکت اور یہ مقام بھی لائق احترام ہے۔ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن ایک انتہائی مقدس ادارہ ہے، اسلامی علوم کے لئے اس کی مسلمہ خدمات ہیں اور ہزاروں بچے ہر سال یہاں سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ آج کی یہ تقریب بھی اسی فیض کا ایک حصہ اور اسی کا ایک سلسلہ ہے۔

قرآنی محافل کے لئے الٰہی وعدے:

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

www.banuri.edu.pk

اندر عدل کی استعداد موجود ہو اور ’’جھول‘‘ اس کو کہا جاتا ہے جس کے اندر علم کی استعداد موجود ہو۔ جب آسمان میں علم کی استعداد نہیں تو کون آسمان کے بارے میں کہتا ہے کہ ’’جاہل آسمان‘‘؟ اور زمین کی ذات میں عدل کی استعداد ہی نہیں تو کون زمین کے متعلق کہتا ہے کہ ’’ظالم زمین‘‘؟۔

دینی مدارس کی خدمات:

ظلم اور عدل کا تصادم، علم اور جہل کا تصادم انسانوں کی ذات میں ہے اور جب ہم ان مدارس میں آتے ہیں تو جاہل ہو کر آتے ہیں، یہاں ہمیں علم ملتا ہے۔ انسان کے اس جسم کے اندر اس کی جہالت اور اس کے علم کے درمیان تصادم ہوتا ہے، جہالت مٹتی ہے اور علم اس کی جگہ لیتا ہے، ظلم مٹتا ہے اور عدل اس کی جگہ لیتا ہے۔ آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ علم وہی ہے جو اللہ رب العزت نے ہمیں دیا ہے اور عدل وہی ہے جو اللہ رب العزت نے ہمیں زندگی گزارنے کا طریقہ بتایا ہے۔ اللہ کے بتائے ہوئے طریقوں سے ہٹ کر عدل نہیں رہتا، اللہ کے بتائے ہوئے طریقے کے بغیر علم نہیں رہتا۔

محض اشیاء کی جان پہچان تو شریعت سے پہلے بھی لوگوں کو ہوتی تھی، یہ شعور تو پہلے بھی انسانوں کو تھا کہ یہ آسمان ہے، اور یہ زمین ہے، آسمان سے بارش برستی ہے اور زمین سے گیہوں اگتا ہے۔ اس فن سے تو وہ لوگ بھی واقف تھے، لیکن منشأ الٰہی کے مطابق زندگی کے لئے رب العزت نے انبیائے کرام صلی اللہ علیہ وسلم بھیجے، آسمانی کتابیں بھیجیں، آخری کتاب قیامت تک کی رہنمائی کے لئے بھیجی۔ اگر اس کو اپنی زندگی میں لانے کے حوالے سے ہمارے اندر کڑھن موجود ہے تو اس قرآن اور اس کے علوم سے ہمارے دل ودماغ بھر جائیں گے، لیکن یہ ایک دن میں آرام سے نہیں آتا، بلکہ آٹھ آٹھ، دس دس سال مدرسوں میں اس جہل اور علم کے تصادم کا دور گزارنا پڑتا ہے اور اپنے اعضاء کے اندر عدل لانا ہوتا ہے۔ اگر ہمارے اپنے جسم کے اعضاء عدل نہ کریں، وہ ظلم کریں، وہ انسان کا حق ماریں، وہ دوسرے انسان کو اذیت پہنچائیں۔ ہماری زبان سے اذیتیں پہنچیں، ہمارے ہاتھوں سے اذیتیں پہنچیں، جب ہماری اپنی ذات کے اندر، ہمارے اعضاء میں عدل نہیں ہوگا تو پھر ہم اقتدار میں آکر پورے ملک کو اور پوری انسانیت کو عدل کیسے پہنچائیں گے؟ ظاہر ہے کہ اس کے لئے سچی اسلامی زندگی درکار ہے۔

تعلیم وتربیت، دین کے دو اہم شعبے:

دینِ اسلام کے دو شعبے ہیں: ایک علم کے حوالے سے اور ایک تربیت کے حوالے سے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’**إنما بعثت معلما**‘‘۔ (سنن ابن ماجہ، مقدمہ، ص:۲۱، ط: قدیمی) یعنی ’’مجھے استاذ (معلم) بنا کر بھیجا گیا ہے‘‘۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: ’’**بعثت**

لأتمم مکارم الأخلاق ''۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی، ۱۰/۱۹۲، ط: نشر السنۃ، ملتان) یعنی ''اعلیٰ اور محترم اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں''۔ اور اسی کو ''اخلاق'' کہتے ہیں۔

ہم جو اخلاق، اخلاق کی بات کرتے ہیں، یہ ''اخلاق'' کیا چیز ہے؟ اخلاق انسان کے اندر کی اس قوت کا نام ہے کہ جو اس علم پر عمل کرنے کے لئے حرکت بخشے۔ جب اذان کی آواز آتی ہے تو میرے اندر کی یہ قوت مجھے ابھارتی ہے کہ اٹھو، وضو بناؤ اور مسجد میں جاؤ۔ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو میرا علم اندر ایک قوت بخشتا ہے، ایک تحریک ملتی ہے کہ اب تم نے پورے رمضان کے روزے رکھنے ہیں، تراویح پڑھنی ہے اور تلاوت کرنی ہے۔ اس علم پر عمل کرنے کے لئے اندر کی ایک قوت جو عمل کرنے کے لئے حرکت مہیا کرتی ہے، اس کا نام ہے ''اخلاق'' ہے۔ یہ چیز انسان کی زندگی میں آنی چاہئے، ورنہ کئی لوگ ہیں جو غافل پڑے رہتے ہیں، اذانوں کی آواز سو دفعہ آئے، مسجد کا رخ کوئی نہیں کرتا، ساری زندگی کے رمضان بھی اس پر گزر جاتے ہیں وہ روزہ نہیں رکھتا، حج فرض ہو چکا ہے، اس کے باوجود زندگیاں گزر جاتی ہیں، وہ حج نہیں کرتا، اس لئے کہ اندر وہ قوت حرکت میں نہیں لاتی، اس کو دین پر عمل کرنے کے لئے نہیں ابھارتی۔ اس کا معنی ہے کہ اس کے اندر ''اخلاق'' نہیں ہیں اور اس کی تربیت نہیں ہوئی۔

ہمارے ان مدارس و مکاتب نے قرآن و حدیث کا علم بھی بچوں کو عطا کیا اور اس کے مطابق زندگی بنانے کے لئے تربیت بھی کی۔ تعلیم اور تربیت یہ دونوں چیزیں ضروری ہیں۔ رب العزت نے ہمیں بڑی نعمتوں سے نوازا ہے، اس طرح کے ہمیں ماحول عطا کئے، کتابیں ہمیں دیں، ایسی درس گاہیں دیں، ایسے استاذ ہمیں عطا کئے، اس طرح کے اکابر ہمیں عطا کئے۔

دو عظیم نعمتیں، نسب اور سند:

یاد رکھئے! اسلام ہمیشہ دو چیزوں کو بہت اہمیت دیتا ہے: ایک نسب، اور دوسری سند۔ ہماری ازدواجی اور خاندانی زندگی کے لئے اللہ نے احکامات بھیجے ہیں اور مرد و زن کی مشترک زندگی کے لئے حدود کا تعین کیا ہے، آداب کا تعین کیا ہے، گھر کے اندر کی اور گھر کے باہر کی ذمہ داریوں کو متعین کیا ہے اور مرد و زن کے درمیان ایک جوڑ اور نظم پیدا کیا ہے۔ یہی وہ چیز ہے کہ جس میں انسان کے نسب کی صحت پوشیدہ ہے اور نسب کو ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر رکھنے کے لئے تمام مذاہب میں اسلام کو امتیاز حاصل ہے۔ جب ہم اس کو نظر انداز کرتے ہیں تو انگلیاں اٹھتی ہیں، خاندانی زندگیاں اجڑتی ہیں اور تباہ و برباد ہو جاتی ہیں۔ دینِ اسلام نے اس حوالے سے بہت تربیت کی ہے اور نسب انسان کو معاشرے میں بہت بڑی عزت دیتا ہے۔ جس کا نسب اور نسب نامہ نہ ہو، اس کو معاشرے میں ایک کمزور انسان سمجھا جاتا ہے۔

دوسری چیز ''سند'' ہے۔ ہم جن مدرسوں میں پڑھتے ہیں اور ہمارے پاس جو دینی مسئلہ ہے،

www.banuri.edu.pk

کہاں سے یہ مسئلہ تم بیان کررہے ہو؟ یہ سند بتاتی ہے، جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے اور وہاں سے اللہ رب العزت تک پہنچتی ہے۔ اس سند کا اہتمام کون کر رہا ہے؟ اس کا تحفظ کون کر رہا ہے؟ اس کا تحفظ یہ دینی مدارس کر رہے ہیں۔ ہمارا ایک بیرسٹر بھی مسلمان ہوتا ہے، ہمارا ایک ڈاکٹر بھی مسلمان ہوتا ہے، ہمارا ایک انجینئر بھی مسلمان ہوتا ہے، ہمارا ایک زمیندار بھی مسلمان ہوتا ہے، ہمارا ایک سرکاری ملازم بھی مسلمان ہوتا ہے اور وہ اپنی شریعت کے بارے میں بات کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میرا دین یہ کہتا ہے، لیکن اس کے پاس سند نہیں ہے، اگر اس بیچارے مسلمان کو بھی اپنے اس مسئلے کی حقانیت اور اس دین کی حقانیت کی سند کوئی مہیا کر رہا ہے تو وہ ''دینی مدرسہ'' ہے۔ اس لحاظ سے اس مدرسہ کا پوری امت پر احسان ہے، یہ پوری امت کے لئے ایک روشنی مہیا کر رہا ہے۔

دینی مدارس پر حملے اور ہماری ذمہ داریاں:

مدارس کے حوالے سے ہمیں احتیاط سے چلنا ہوگا کہ روشنی کی یہ شمعیں بجھ نہ جائیں۔ دینی مدرسے کا طالب علم شہید ہوتا ہے یا اس کا استاذ شہید ہوتا ہے تو اس کا مذاق اڑایا جاتا ہے، لیکن سیکولر ذہن کے لوگوں کو کوئی گزند پہنچتی ہے، چاہے جتنے فسادات ہوں، بس وہ مظلوم بھی ہے، شہید بھی ہے، علم کا اجالا بھی ہے اور سب کچھ ہے۔ لیکن ہمیں حقائق کو سمجھنا ہوگا اور حقائق کو سمجھ کر قدم اٹھانا ہوگا۔ دینی مدرسوں کا جو ماحول ہے، ہمارے علماء اور طلبہ کا جو ماحول ہے، ہر طرف سے ان پر حملے ہیں، ان کا گھیراؤ ہے، ہمہ جہت مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں، لہٰذا ہمیں انتہائی احتیاط اور حکمت کے ساتھ قدم اٹھانا ہوگا اور ہر ایسے عمل سے دستبردار ہونا ہوگا جو ہماری اس ترجیح کو نقصان پہنچائے یا مدارس کو نقصان پہنچائے۔ مدارس کا وجود ضروری ہے اور ان کا تحفظ بھی ضروری ہے۔ اگر ان کا یہ علمی سلسلہ برقرار رکھنا ناگزیر ہے تو پھر ہر ایسا عمل جو ہماری اس ترجیح کو نقصان پہنچائے اس سے ہمیں بچنا ہوگا۔

رب العالمین ہمارے ان دینی اداروں کی حفاظت فرمائے اور اس حوالے سے جو جماعتیں کام کر رہی ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ توفیقِ مزید دے، سب کو اللہ تعالیٰ اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ جن بچوں نے قرآن کریم حفظ مکمل کیا ہے، ان کو بار بار مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ اس سلسلے کو قائم ودائم رکھے۔ اور مولانا امداد اللہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ان کے سر پر سونے کا تاج رکھے اور انسانیت کے سامنے سرخروئی کا سبب بنائے۔ آمین

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین